السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میرا خاوند اپنی ساری تنخواہ مجھے لا کر دیتا ہے تاکہ میں جس طرح چاہوں اسے خرچ کروں، کیا میرے لیے اس کی اجازت کے بغیر صدقہ وخیرات کرنا جائز ہے، یاد رہے کہ اگر اسے علم ہو جائے تو وہ خوش اور راضی ہوگا؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اگر بیوی کو علم ہو کہ اس کا خاوند ایسا کرنے سے راضی ہوگا تو اس کے لیے خاوند کے مال سے صدقہ وخیرات کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور عورت اتنا صدقہ وخیرات کر سکتی ہے جس کے متعلق اسے علم ہو کہ اس کا خاوند اس پر ناراض نہیں ہوگا، لیکن زیادہ مال صدقہ وخیرات کرنے کے لیے خاوند کی اجازت لینا ضروری ہے

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(إِذَا أَنفقتِ المرأةُ من بيتِ زوجِها غيرَ مُفسِدةٍ، كان لها أجرُها، وله مثلُه بما اكتسب، ولها بما أنفقت، وللخازنِ مثلُ ذلك، من غيرِ أن ينتقصَ من أجورِهم شيئًا) البخاري (1425) ومسلم (1024).

"اگر عورت بغیر کسی خرابی کے خاوند کے گھر سے خرچ (صدقہ) کرتی ہے تو اسے اس کا اجر وثواب حاصل ہوگا، اور اس کے خاوند کو بھی کمائی کا اجر وثواب اور بیوی کو جو خرچ کیا ہے کا اجر وثواب ملے گا، اور خزانچی کو بھی اسی طرح اجر حاصل ہوگا، ان کے اجر وثواب میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں کی جائیگی"

سیدہ اسماء رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا:

(يا نبيَّ اللهِ، ليس لي شيءٌ إلا ما أدخل عليَّ الزبيرُ، فهل عليَّ جناحٌ أن أرضخَ مما يُدخِلُ عليَّ؟ فقال: ارضخي ما استطعتِ، ولا تُوعي فيُوعيَ اللهُ عليكِ) رواه البخاري (1434) ومسلم (1029).

"اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس وہی کچھ ہوتا ہے جو مجھے زبیر دیں، تو کیا اگر میں تھوڑا سا کسی کو دے دوں جو زبیر مجھے دیتا ہے تو مجھے کوئی گناہ تو نہیں ہوگا؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"تم حسب استطاعت خرچ کیا کرو، اور جمع کر کے مت رکھو، ورنہ اللہ بھی تم پر روزی تنگ کر دے گا"

اور امام نووی رحمہ اللہ مسلم کی شرح میں لکھتے ہیں:

اجازت کی دو قسمیں ہیں:

پہلی: صدقہ وخیرات اور نفقہ کی صریح اجازت

دوسری: عرف وعادت کے مفہوم سے اجازت، مثلاً سوالی کو روٹی وغیرہ دینا جس کی معاشرہ میں عادت ہو، اور اس کے متعلق عرف کے ذریعہ علم ہو کہ خاوند اور مالک ایسا کرنے پر راضی ہوگا، اس میں اس کی اجازت ہے چاہے اس نے کہا نہ بھی ہو...

اور یہ علم میں رکھیں کہ یہ سب کچھ تھوڑی اور قلیل سی چیز میں ہے جس کے بارہ میں علم ہو کہ عام طور پر خاوند راضی ہوگا، اور اگر متعارف اور عادت سے زیادہ چیز ہو تو جائز نہیں ہے

درج ذیل فرمان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معنی بھی یہی ہے:

"اگر کوئی عورت اپنے گھر کا غلہ بغیر کسی خرابی کے خرچ (صدقہ) کرتی ہے"

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مقدار کی طرف اشارہ کیا ہے جس پر عام طور پر خاوند راضی ہو جاتا ہے" انتہی دیکھیں: شرح مسلم للنووی (113/7)

اور فتاوی اللجنة الدائمة کے فتاوی جات میں درج ہے:

"اصل یہی ہے کہ عور کو اجازت کے بغیر اپنے خاوند کے مال سے صدقہ وخیرات کرنے کا حق حاصل نہیں، مگر تھوڑی بہت چیز جو عام طور پر معروف ہو کر سکتی ہے، مثلا پڑوسی کے ساتھ صلہ رحمی کرنا، اور سوالی کو تھوڑی سی چیز دینا جس سے خاوند کو نقصان نہ ہوتا ہو، اور اس کا اجر وثواب دونوں کو حاصل ہوگا

کیونکہ رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے :

"جب عورت اپنے گھر کا کھانا بغیر کسی خرابی کے خرچ کرتی ہے تو اس نے جو خرچ کیا ہے اسے اس کا ثواب حاصل ہوگا، اور اس کے خاوند کو اس نے جو کمایا اس کا اجر وثواب ملے گا، اور خزانچی کو بھی اسی طرح، ان میں سے کسی ایک کے اجر وثواب میں بھی کمی نہیں کی جائیگی" متفق علیہ انتہی

دیکھیں : فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (81/10)

اور شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کہتے ہیں :

"رہا مسئلہ عورت جو اپنے خاوند کے مال سے خرچ کرتی ہے اور خاوند اسے ایسا کرنے سے منع نہیں کرتا، اور بیوی کو بھی خاوند کے متعلق اس کا علم ہے تو پھر ایسا کرنے میں کوئی مانع نہیں، لیکن اگر خاوند اسے ایسا کرنے سے منع کرتا ہے تو پھر یہ جائز نہیں ہوگا" انتہی

ھذا ما عندي واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

[کتاب الصلاۃ جلد 1]